۱۳۰۹ھ

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے صدقۂ نفلی کے رد کے متعلق نادر تحقیقِ حقیق

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

رسالہ

اعزّ الاکتناہ فی ردّ صدقۃ مانع الزّکوٰۃ

۱۳۰۹

(زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے صدقۂ نفلی کے رد کے متعلق نادر تحقیقِ حقیق)

مسئلہ ۲ از پیلی بھیت مرسلہ عبد الرزاق خاں ذیقعدۃ الحرام ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے روپیہ کی زکوٰۃ تو نہیں دیتا ہے مگر روپیہ مصرفِ خیر میں صرف کرتا ہے یعنی ہر روز فقراء کو زرِ نقد وغلہ تقسیم کرتا ہے، اور ایک مسجد بنوائی ہے، اور ایک گاؤں اس روپیہ سے خرید کر واسطے خیرات کے ہبہ کر دیا ہے اور تا حیات خود زر توفیر اس کا صرف کرتا رہے مصرفِ خیر میں۔ اب ایک اور شخص یہ کہتا ہے کہ جس روپیہ کی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے، اس روپیہ سے کسی قسم کی خیرات جائز نہیں ہے، ہر روز کی خیرات اور بنوانا مسجد کا اور گاؤں کا ہبہ کرنا سب اکارت ہے۔ فلہذا فتوٰی طلب کیا جاتا ہے کہ جس روپیہ کی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے اس روپیہ کو مصرفِ خیر میں صَرف کرنا جیسا کہ بالا مذکور ہے درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست نہیں ہے تو اس موضع کو ہبہ سے واپس لے کر دوبارہ اس قصد سے ہبہ کرے کہ اس موضع کی توفیر ہو جو ہر سال وصول ہوا کرے گی بالعوض اس زرِ زکوٰۃ کے جو اس کے ذمہ زمانہ ماضیہ کی دین ہے صرف ہُوا کرے۔ بیّنوا توجروا

المکلّف: عبد الرزاق خاں ولد نتھو خاں کھنڈساری ساکن پیلی بھیت محلہ اشرف خاں

الجواب

زکوٰۃ اعظم فروضِ دین و اہم ارکانِ اسلام سے ہے، ولہذا قرآن عظیم میں بتیس جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا اور طرح طرح سے بندوں کو اس فرضِ اہم کی طرف بُلایا، صاف فرمادیا کہ زنہار نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہوگیا، بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔

یمحق اللہ الربٰو ویربی الصدقات[1]	اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو (ت)

بعض درختوں میں کچھ اجزائے فاسدہ اس قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں کہ پیڑ کی اُٹھان کو روک دیتے ہیں، احمق نادان انھیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہوجائے گا، پر عاقل ہوشمند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ تونہال لہلہا کر درخت بنے گا ورنہ یُوں ہی مرجھا کر رہ جائے گا، یہی حساب زکوٰتی مال کا ہے۔

حدیث ۱ میں حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ماخالطت الصدقۃ اوقال الزکوٰۃ مالا الا افسدتہ[2] رواہ البزار والبیھقی عن ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا۔

زکوٰۃ کا مال جس میں ملا ہوگا اسے تباہ و برباد کردے گا۔ اسے بزار اور بیہقی نے ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔

دوسری حدیث ۲ میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ماتلف مال فی بر ولا بحر الا بحبس الزکوٰۃ[3]۔ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ عن امیر المومنین عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

خشکی و تری میں جو مال تلف ہوا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے ہی سے تلف ہوا ہے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ سے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔

تیسری حدیث ۳ میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من ادی زکوٰۃ مالہ فقد اذھب اللہ شرہ[4]۔ اخرجہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ والطبرانی

جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی بیشک اللہ تعالٰی نے اس مال کا شر اس سے دُور کردیا۔ اسے ابن خزیمہ

---

[1] القرآن ۲/ ۲۷۶

[2] شعب الایمان للبیہقی حدیث ۳۵۲۲ فصل لاستعفاف عن المسئلۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۲۷۳

[3] مجمع الزوائد بحوالہ معجم اوسط باب فرض الزکوٰۃ دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۶۳

[4] صحیح ابن خزیمہ حدیث ۲۲۵۸ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۳

فی الاوسط والحاکم فی المستدرك عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

نے اپنی صحیح میں، طبرانی نے معجم اوسط میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔

چوتھی حدیث میں ہے حضور اعلٰی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ وداووا مرضاکم بالصدقۃ[1] رواہ ابوداؤد فی مراسیلہ عن الحسن والطبرانی والبیہقی وغیرھما من جماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو زکوٰۃ دے کر، اور اپنے بیماروں کا علاج کرو خیرات سے۔ اسے ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں امام حسن بصری سے اور طبرانی و بیہقی اور دیگر محدثین نے صحابہ کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اے عزیز! ایک بے عقل گنوار کو دیکھ کہ تخم گندم اگر پاس نہیں ہوتا بہزار دقت قرض دام سے حاصل کرتا اور اسے زمین میں ڈال دیتا ہے۔ اس وقت تو وُہ اپنے ہاتھوں سے خاک میں ملا دیا مگر امید لگی ہے کہ خدا چاہے تو یہ کھونا بہت کچھ پانا ہوجائے گا۔ تجھے اس گنوار کے برابر بھی عقل نہیں، یا جس قدر ظاہری اسباب پر بھروسہ ہے اپنے مالک جل وعلا کے ارشاد پر اتنا اطمینان بھی نہیں کہ اپنے مال بڑھانے اور ایک ایک دانہ ایک ایک پیڑ بنانے کو زکوٰۃ کا بیج نہیں ڈالتا۔ وُہ فرماتا ہے، زکوٰۃ دو تمہارا مال بڑھے گا۔ اگر دل میں اس فرمان پر یقین نہیں جب تو کھُلا کفر ہے، ورنہ تجھ سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنے یقینی نفع دین و دنیا کی ایسی بھاری تجارت چھوڑ کر دونوں جہانوں کا زیان مول لیتا ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان تمام اسلامکم ان تؤدوا زکوٰۃ اموالکم[2]۔ رواہ البزار عن علقمۃ۔

تمہارے اسلام کا پُورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ اسے بزار نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کان یؤمن باللہ ورسولہ فلیؤد زکوٰۃ

جو اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاتا ہو اسے لازم

---

[1] کتاب المراسیل باب الصائم یصیب اہلہ (۲۰) مکتبہ علمیہ لاہور ص ۶۲

[2] کشف الاستار عن زوائد البزار باب وجوب الزکوٰۃ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۴۱۶

مالہ[1]۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ اسے طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔

حدیث[۳]: حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کے پاس سونا یا چاندی ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ دے قیامت کے دن اس زروسیم کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں تپائیں گے پھر ان سے اس شخص کی پیشانی اور کروٹ اور پیٹھ پر داغ دیں گے، جب وُہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر انھیں تپا کر داغیں گے قیامت کے دن کہ پچاس ہزار برس کا ہے، یونہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمام مخلوق کا حساب ہو چکے[2]۔ اخرجہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (بخاری ومسلم نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

مولٰی تعالٰی فرماتا ہے:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ○ یوم یحمٰی علیہا فی نار جہنم فتکوٰی بہا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون○[3]

اور جو لوگ جوڑتے ہیں سونا چاندی اور اسے خدا کی راہ میں نہیں اٹھاتے یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے انھیں بشارت دے دُکھ کی مار کی جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی جہنم کی آگ سے، پس داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہے جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

پھر اس داغ دینے کو بھی نہ سمجھئے کہ کوئی چہکا لگا دیا جائے گا یا پیشانی و پشت وپہلو کی چربی نکل کر بس ہو گی بلکہ اس کا حال بھی حدیث سے سُن لیجئے:

حدیث[۴]: سیدنا ابُوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ان کے سرِ پستان پر وُہ جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑتا سینہ سے نکلے گا۔ اخرجہ الشیخان

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۱۳۵۶۱ عن عبداللہ ابن عمر مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۲/۴۲۴

[2] صحیح مسلم باب اثم مانع الزکوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۸

[3] القرآن ۹/۳۴

[4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ماادی زکوٰتہ فلیس بکنز قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۸۹

عن الاحنف بن قیس (اسے امام بخاری ومسلم نے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت) اور فرمایا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گُدّی توڑ کر پیشانی سے۔[1] رواہ مسلم (اسے امام مسلم نے روایت کیا۔ ت)

اور اس کے ساتھ اور بھی ایک کیفیت سُن رکھئے:

حدیث ۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: کوئی روپیہ دوسرے روپے پر نہ رکھا جائے نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی سے چھُو جائے گی بلکہ زکوٰۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑھا دیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جوڑے ہوں تو ہر روپیہ جُدا داغ دے گا۔[2] رواہ الطبرانی فی الکبیر (اسے طبرانی نے معجم کبیر میں نقل کیا ہے۔ ت)

اے عزیز! کیا خدا اور رسول کے فرمان کو یونہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے یا پچاس ہزار برس کی مدت میں یہ جانکاہ مصیبتیں جھیلنی سہل جانتا ہے، ذرا یہیں کی آگ میں ایک آدھ روپیہ گرم کرکے بدن پر رکھ دیکھ، پھر کہاں یہ خفیف گرمی کہاں وہ قہر آگ، کہاں یہ ایک ہی روپیہ کہاں وُہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال، کہاں یہ منٹ بھر کی دیر کہاں وہ ہزار دن برس کی آفت، کہاں یہ ہلکا سا چہکا کہاں وُہ ہڈیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب۔ اللہ تعالٰی مسلمان کو ہدایت بخشے، آمین!

حدیث ۶: مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال روزِ قیامت گنجے اژدہے کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق ہو کر پڑے گا۔ پھر سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کتاب اللہ سے اس کی تصدیق پڑھی کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ[3]

جس چیز میں بخل کر رہے ہیں قریب ہے کہ طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالی جائے قیامت کے دن۔

رواہ ابن ماجۃ والنسائی وابن خزیمۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔[4]

اسے ابن ماجہ، نسائی اور ابن خزیمہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

حدیث ۷: فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: وُہ اژدہا منہ کھول کر اس کے پیچھے دوڑے گا، یہ بھاگے گا، اس سے فرمایا جائے گا: لے اپنا وُہ خزانہ کہ چھپا کر رکھا تھا کہ میں اس سے غنی ہُوں۔ جب دیکھے گا کہ

---

[1] صحیح مسلم — باب اثم مانع الزکوٰۃ — نور محمد اصح المطابع کراچی — ۱/۳۲۱
[2] مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الکبیر — باب فرض الزکوٰۃ — دار الکتاب العربی بیروت — ۳/۶۵
[3] القرآن ۳/۱۸۰
[4] سنن النسائی — باب التغلیظ فی حبس الزکوٰۃ — مکتبہ سلفیہ لاہور — ۱/۲۷۲

اس اژدہا سے کہیں مفر نہیں، ناچار اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا وہ ایسا چبائے گا جیسے نر اونٹ چباتا ہے[1] رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

حدیث ۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: جب وہ اژدہا اس پر دوڑے گا یہ پوچھے گا تو کون ہے؟ کہے گا میں تیرا وہ بے زکوٰتی مال ہوں جو چھوڑ مرا تھا جب یہ دیکھے گا کہ وہ پیچھا کیے ہی جا رہا ہے ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا وہ چبائے گا، پھر اس کا سارا بدن چبا ڈالے گا[2] اخرجه البزار والطبرانی وابنا خزیمة وحبان عن ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے بزار، طبرانی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: وہ اژدہا اس کا منہ اپنے بھین میں لے کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں[3] رواہ البخاری والنسائی عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے بخاری اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

حدیث ۱۰: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر اغنیاء کے ہاتھوں، سن لو ایسے تونگروں سے اللہ تعالٰی سخت حساب لے گا اور انھیں دردناک عذاب دے گا[4]۔ رواہ الطبرانی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجھه (اسے طبرانی نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۱: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: زکوٰۃ نہ دینے والا ملعون ہے زبان پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر[5]۔ رواہ ابن خزیمة واحمد وابویعلٰی وابن حبان (اسے

---

[1] صحیح مسلم	باب اثم مانع الزکوٰۃ	نور محمد اصح المطابع کراچی	۱/۳۲۱
[2] کشف الاستار عن زوائد البزار	باب فیمن منع الزکوٰۃ	موسسۃ الرسالہ بیروت	۱/۴۱۸
المعجم الکبیر	مروی از ثوبان رضی اللہ عنہ حدیث ۱۴۰۸	مکتبہ فیصلیہ بیروت	۲/۹۱
[3] صحیح البخاری	باب اثم مانع الزکوٰۃ	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱/۱۸۸
[4] مجمع الزوائد بحوالہ معجم اوسط	باب فرض الزکوٰۃ	دار الکتاب العربی بیروت	۳/۶۲
[5] صحیح ابن خزیمہ	باب ذکر لعن لاوی الصدقۃ	المکتب الاسلامی بیروت	۴/۹
کنز العمال بحوالہ ن عن ابن مسعود	حدیث ۱۵۷۰۹	موسسۃ الرسالۃ بیروت	۴/۱۰۴

ابن خزیمہ، احمد، ابویعلٰی اور ابن حبان نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۲: مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سُود کھانے والے اور کھلانے والے اور اس پر گواہی کرنے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے، زکوٰۃ نہ دینے والے ان سب کو قیامت کے دن ملعون بتایا[۱]۔ رواہ الاصبہانی (اسے اصبہانی نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: قیامت کے دن تونگروں کے لیے محتاجوں کے ہاتھ سے خرابی ہے۔ محتاج عرض کریں گے اے رب ہمارے! انھوں نے ہمارے وُہ حقوق جو تُو نے ہمارے لیے ان پر فرض کیے تھے ظلماً نہ دیے اللہ عزوجل فرمائے گا، مجھے قسم ہے اپنے عزت وجلال کی کہ تمھیں اپنا قُرب عطا کروں گا اور انھیں دُور رکھوں گا[۲]۔ رواہ الطبرانی وابوالشیخ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے طبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۴: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کچھ لوگ دیکھے جن کے آگے پیچھے غرق لنگوٹیوں کی طرح کچھ چیتھڑے تھے اور جہنم کی گرم آگ پتھر اور تھوہر اور سخت کڑوی جلتی بدبو گھانس چوپایوں کی طرح چرتے پھرتے تھے۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پُوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ زکوٰۃ نہ دینے والے ہیں اور اللہ تعالٰی نے ان پر ظلم نہیں کیا اللہ تعالٰی بندوں پر ظلم نہیں فرماتا[۳]۔ رواہ البزار عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۵: دو عورتیں خدمتِ والا میں سونے کے کنگن پہنے حاضر ہُوئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی زکوٰۃ دوگی؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: کیا چاہتی ہو کہ اللہ تعالٰی تمھیں آگ کے کنگن پہنائے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: زکوٰۃ دو[۴]۔ رواہ الترمذی والدارقطنی واحمد وابوداؤد والنسائی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما (اسے ترمذی، دارقطنی، احمد، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۶: ایک بی بی چاندی کے چھلّے پہنے تھیں، فرمایا: ان کی زکوٰۃ دوگی؟ انھوں نے کچھ انکار سا کیا۔

---

[۱] کنز العمال بحوالہ ھب عن علی حدیث ۹۷۸۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۱۰۹

[۲] مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الاوسط باب فرض الزکوٰۃ دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۶۲

[۳] کشف الاستار عن زوائد البزار باب منہ فی الاسراء حدیث ۵۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۳۸

[۴] جامع الترمذی باب ماجاء فی زکوٰۃ الحلی آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۸۱

فرمایا: تو یہی تجھے جہنم میں لے جانے کو بہت ہے[1]۔ رواہ ابوداود والدارقطنی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا (اسے ابوداؤد اور دارقطنی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۲: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں ہوگا[2]۔ رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (اسے طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳: فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، ان میں ایک وہ تونگر کہ اپنے مال میں عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا[3]۔ رواہ ابن خزیمۃ و ابن حبان فی صحیحھما عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (اسے ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ ت)

غرض زکوٰۃ نہ دینے کی جانکاہ آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے، نہ دینے والے کو ہزار سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنا چاہئے کہ ضعیف البنیان انسان کی کیا جان، اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں سُرمہ ہو کر خاک میں مل جائیں، پھر اس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عزوجل کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے، شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے، نادان سمجھتا ہی نہیں، نیک کام کر رہا ہوں، اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے، اس کے قبول کی امید تو مفقود اور اس کے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔ اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔ قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے بھیجئے وہ قابل قبول ہوں گے خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیاں سے بے نیاز ہے؟ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جھوٹے حاکموں ہی کو آزما لے، کوئی زمیندار مال گزاری تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں! ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجئے آسامیوں سے کسی کھنڈساری کا رس بندھا ہوا ہے جب دینے کا وقت آئے وہ رس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفہ میں آم خربوزے بھیجیں، کیا یہ شخص ان آسامیوں سے راضی ہوگا یا آتے ہوئے اس کی ناہندگی پر جو آزار انھیں پہنچا سکتا ہے ان آم خربوزے کے بدلے اس سے باز

---

[1] سنن ابی داؤد باب الکنز ماھو و زکوٰۃ الحلی آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۱۸

[2] مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الصغیر باب فرض الزکوٰۃ دارالکتاب العربی بیروت ۳/۶۴

[3] صحیح ابن خزیمہ باب لذکر ادخال مانع الزکوٰۃ الخ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۸

آئے گا۔ سبحان اللہ! جب ایک کھنڈ ساری کے مطالبہ کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جل وعلا کے قرض کا کیا پوچھنا! لاجرم محمد بن المبارک بن الصباح اپنے جزء املا اور عثمان بن ابی شیبہ اپنی سنن اور ابونعیم حلیۃ الاولیاء اور ہناد فوائد اور ابن جریر تہذیب الآثار میں عبدالرحمٰن بن سابط و زید و زبید پسران حارث ومجاہد سے راوی:

لما حضر ابابکر[1] الموت دعا عمر فقال اتق الله یا عمر واعلم ان له عملا بالنهار لایقبله باللیل وعملا باللیل لایقبله بالنهار واعلم انه لایقبل نافلة حتی تؤدی الفریضة الحدیث۔ ذکرہ العلامة ابراهیم بن عبدالله الیمنی المدنی الشافعی فی الباب الثالث عشر من کتاب "القول الصواب فی فضل عمر بن الخطاب" وفی الباب التاسع عشر من کتاب "التحقیق فی فضل الصدیق" وهو اول کتب کتابه "الاکتفا فی فضل الاربعة الخلفاء"، ورواه الامام الجلیل الجلال السیوطی رحمه الله تعالٰی فی الجامع الکبیر فقال عن عبدالرحمٰن بن سابط و زید و زبید بن الحارث ومجاهد قالوا لما حضر[2] الخ

یعنی جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نزع کا وقت ہوا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انھیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انھیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے، اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے الحدیث (اسے علامہ ابراہیم بن عبداللہ الیمنی المدنی الشافعی نے القول الصواب فی فضل عمر بن الخطاب کے باب ۱۳ میں اور کتاب التحقیق فی فضل الصدیق کے باب ۱۹ میں ذکر کیا ہے، یہ پہلی کتاب ہے جو انھوں نے خود لکھی ہے جس کا نام الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء ہے۔ اسے امام جلیل جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے جامع الکبیر میں عبدالرحمٰن بن سابط اور زید و زبید بن الحارث اور مجاہد سے روایت کیا کہ جب نزع کا وقت آیا الخ۔ت)

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں: اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ

---

[1] حلیۃ الاولیاء ذکر المہاجرین ۱ ابوبکر الصدیق دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۳۶
[2] المسانید والمراسیل من الجامع الکبیر حدیث ۱۸۹ مسند ابوبکر الصدیق دار الفکر بیروت ۱۲/ ۵۳

اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہُوا اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔ پھر حضرت امیرالمومنین مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں: ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچّہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہوگیا اب وہ نہ حاملہ ہے نہ بچّہ والی۔ یعنی جب پُورے دنوں پر اگر اسقاط ہو تو محنت تو پُوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ خود موجود تھا حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی اب نہ حمل نہ بچّہ، نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچّہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس سے روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہُوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔ اسی کتاب مبارک میں حضور مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ:

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واھین۔[۱]

یعنی فرض چھوڑ کر سنّت و نفل میں مشغول ہوگا یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔

یُوں ہی شیخِ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہٗ نے اس کی شرح میں فرمایا کہ:

ترک آنچہ لازم وضروری ست واہتمام بآنچہ نہ ضروری است از فائدہ عقل وخرد دوراست چہ دفع ضرر اہم ست برعاقل از جلب نفع بلکہ بحقیقت نفع دریں صورت منتفی است۔[۲]

لازم اور ضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں اس کا اہتمام عقل وخرد میں فائدہ سے دُور ہے کیونکہ عاقل کے ہاں حصولِ نفع سے دفعِ ضرر اہم ہے بلکہ اس صورت میں نفع منتفی ہے۔ (ت)

حضرت شیخ الشیوخ امام شہاب الملۃ والدین سُہروردی قدس سرہ العزیز عوارف شریف کے باب الثامن والثلثین میں حضرت خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

بلغنا ان اللّٰہ لایقبل نافلۃ حتی یؤدی فریضۃ یقول اللّٰہ تعالٰی مثلکم کمثل العبد السوء بداء بالھدیۃ قبل قضاء الدین۔[۳]

ہمیں خبر پہنچی کہ اللہ عزوجل کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے فرماتا ہے کہاوت تمھاری بد بندہ کی مانند ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔

خود **حدیث** میں ہے، حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[۱] و [۲] فتوح الغیب مع شرح عبدالحق الدہلوی المقالۃ الثامنۃ والاربعون منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۳

[۳] عوارف المعارف ملحق باحیاء العلوم باب ۳۸ فی ذکر آداب الصلوٰۃ الخ مکتبہ ومطبعہ المشہد الحسینی قاہرہ ص ۱۹۵

اربع فرضھن اللہ فی الاسلام فمن جاء بثلث لم یغنین عنہ شیئًا حتی یاتی بھن جمیعًا الصلوۃ والزکوۃ وصیام رمضان وحج البیت[1] رواہ الامام احمد فی مسندہ بسند حسن عن عمارۃ بن حزم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

چار چیزیں اللہ تعالٰی نے اسلام میں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک پوری چاروں نہ بجالائے نماز، زکوٰۃ، روزۂ رمضان، حج کعبہ (اسے امام احمد نے اپنی مسند میں سندِ حسن کے ساتھ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

امرنا باقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ ومن لم یزک فلا صلوۃ لہ[2] رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند صحیح۔

ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں (اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

سبحان اللہ! جب زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز، روزے، حج تک مقبول نہیں تو اس نفل خیرات نام کی کائنات سے کیا امید ہے بلکہ انہی سے اصبہانی کی روایت میں آیا کہ فرماتے ہیں:

من اقام الصلوۃ ولم یؤت الزکوۃ فلیس بمسلم ینفعہ عملہ[3]

جو نماز ادا کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں کہ اسے اس کا عمل کام آئے۔

الٰہی! مسلمان کو ہدایت فرما آمین!

بالجملہ اس شخص نے آج تک جس قدر خیرات کی، مسجد بنائی، گاؤں وقف کیا، یہ سب امور صحیح و لازم تو ہوگئے کہ اب نہ دی ہوئی خیرات فقیر سے واپس کرسکتا ہے نہ کیے ہوئے وقف کو پھیر لینے کا اختیار رکھتا ہے، نہ اس گاؤں کی توفیر ادائے زکوٰۃ، خواہ اپنے اور کسی کام میں صرف کرسکتا ہے کہ وقف بعد تمامی لازم و حتمی ہوجاتا ہے جس کے ابطال کا ہرگز اختیار نہیں رہتا۔

فی الدر المختار الوقف عندھما ھو حبسھا علی ملک اللہ تعالٰی فیلزم فلا یجوز

درمختار میں ہے کہ وقف صاحبین کے نزدیک اللہ تعالٰی کی ملکیت میں چلے جانے کی وجہ سے لازم ہوجاتا ہے

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث زیاد بن نعیم دارالفکر بیروت ۴/۲۰۱
کنز العمال بحوالہ حب عن عمارہ بن حزم حدیث ۳۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۳۰
[2] مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الکبیر باب فرض الزکوٰۃ دارالکتاب العربی بیروت ۳/۶۲
[3] الترغیب والترھیب بحوالہ اصبہانی الترھیب من منع الزکوٰۃ مصطفی البابی مصر ۱/۵۴۰

له ابطاله ولا یورث عنه وعلیه الفتوٰی[1]، ملخصا۔ | لہذا اس کا ابطال جائز نہیں، اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہوسکتا ہے، اسی پر فتوٰی ہے۔ (ت)

مگر بااین ہمہ جب تک زکوٰۃ پُوری پُوری نہ ادا کرے ان افعال پر امیدِ ثواب وقبول نہیں کہ کسی فعل کا صحیح ہوجانا اور بات ہے اور اس پر ثواب ملنا مقبولِ بارگاہ ہونا اور بات ہے، مثلاً اگر کوئی شخص دکھاوے کے لیے نماز پڑھے نماز صحیح تو ہوگئی فرض اُتر گیا، پر نہ قبول ہوگی نہ ثواب پائے گا، بلکہ الٹا گنا ہگار رہوگا، یہی حال اس شخص کا ہے۔ اے عزیز! اب شیطان لعین کہ انسان کا عدو مبین ہے بالکل ہلاک کردینے اور یہ ذراسا ڈورا جو قصدِ خیرات کا لگا رہ گیا ہے جس سے فقرا۔ کو تو نفع ہے اسے بھی کاٹ دینے کے لیے یوں فقرہ سُجھائے گا کہ جو خیرات قبول نہیں تو کرنے سے کیا فائدہ، چلو اسے بھی دُور کرو، اور شیطان کی پُوری بندگی بجالاؤ۔ مگر اللہ عزوجل کو تیری بھلائی اور عذابِ شدید سے رہائی منظور ہے، وہ تیرے دل میں ڈالے گا کہ اس حکمِ شرعی کا جواب یہ نہ تھا جو اس دشمنِ ایمان نے تجھے سکھایا اور رہا سہا بالکل ہی متمرد و سرکش بنایا بلکہ تجھے تو فکر کرنی تھی جس کے باعث عذابِ سلطانی سے بھی نجات ملتی اور آج تک کہ یہ وقف و مسجد و خیرات بھی سب مقبول ہوجانے کی اُمید پڑتی، بھلا غور کرو وُہ بات بہتر کہ بگڑتے ہُوئے کام پھر بن جائیں، اکارت جاتی محنتیں از سرِ نو ثمرہ لائیں یا معاذاللہ یہ بہتر کہ رہی سہی نام کو جو صورتِ بندگی باقی ہے اسے بھی سلام کیجئے اور کھُلے ہُوئے سرکشوں، اشتہاری باغیوں میں نام لکھا لیجئے، وہ نیک تدبیر یہی ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے توبہ کیجئے، آج تک کہ جتنی زکوٰۃ گردن پر ہے فوراً دل کی خوشی کے ساتھ اپنے رب کا حکم ماننے اور اسے راضی کرنے کو ادا کر دیجئے کہ شہنشاہِ بے نیاز کی درگاہ میں باغی غلاموں کی فہرست سے نام کٹ کر فرماں بردار بندوں کے دفتر میں چہرہ لکھا جائے۔ مہربان مولا جس نے جان عطا کی، اعضا دئے، مال دیا، کروڑوں نعمتیں بخشیں، اس کے حضور منہ اُجالا ہونے کی صورت نظر آئے اور مژدہ ہو، بشارت ہو، نوید ہو، تہنیت ہو کہ ایسا کرتے ہی اب تک جس قدر خیرات دی ہے وقف کیا ہے، مسجد بنائی ہے، ان سب کی بھی مقبولی کی اُمید ہوگی کہ جس جُرم کے باعث یہ قابلِ قبول نہ تھے جب وہ زائل ہوگیا انھیں بھی باذن اللہ تعالٰی شرفِ قبول حاصل ہوگیا۔ چارۂ کار تو یہ ہے آگے ہر شخص اپنی بھلائی بُرائی کا اختیار رکھتا ہے، مدتِ دراز گزرنے کے باعث اگر زکوٰۃ کا تحقیقی حساب نہ معلوم ہوسکے تو عاقبت پاک کرنے کے لیے بڑی سے بڑی رقم جہاں تک خیال میں آسکے فرض کرلے کہ زیادہ جائے گا تو ضائع نہ جائے گا بلکہ تیرے رب مہربان کے پاس تیری بڑی حاجت کے وقت کے لیے جمع رہے گا

---

[1] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۷۷

وہ اس کا کامل اجر جو تیرے حوصلہ وگمان سے باہر ہے عطا فرمائے گا، اور رحم کیا تو بادشاہ قہار کا مطالبہ
جیسا ہزار روپیہ کا ویسا ہی ایک پیسے کا۔ اگر بدیں وجہ کہ مال کثیر اور قرنوں کی زکوٰۃ ہے یہ رقم وافر دیتے ہوئے
نفس کو درد پہنچے گا، تو اول تو یہ ہی خیال کرلیجئے کہ قصور اپنا ہے سال بہ سال دیتے رہتے تو یہ گٹھڑی کیوں بندھ
جاتی، پھر خدائے کریم عزوجل کی مہربانی دیکھئے، اس نے یہ حکم نہ دیا کہ غیروں ہی کو دیجئے بلکہ اپنوں کو دینے میں
دُونا ثواب رکھا ہے، ایک تصدق کا، ایک صلۂ رحم کا۔ تو جو اپنے گھر سے پیارے دل کے عزیز ہوں جیسے
بھائی بھتیجے، بھانجے، انھیں دے دیجئے کہ ان کا دینا چنداں ناگوار نہ ہوگا، بس اتنا لحاظ کرلیجئے کہ نہ وہ غنی ہو نہ
غنی باپ زندہ کے نابالغ بچے، نہ اُن سے علاقۂ زوجیت یا ولادت ہو یعنی نہ وہ اپنی اولاد میں نہ آپ انکی اولاد
میں۔ پھر اگر رقم ایسی ہی فراواں ہے کہ گویا ہاتھ بالکل خالی ہُوا جاتا ہے تو دئے بغیر تو چھٹکارا نہیں، خدا کے
وہ سخت عذاب ہزاروں برس تک جھیلنے بہت دشوار ہیں، دُنیا کی یہ چند سانسیں تو جیسے بنے گزر ہی جائیں گی،
تاہم اگر یہ شخص اپنے ان عزیزوں کو بہ نیتِ زکوٰۃ دے کر قبضہ دلائے پھر وہ ترس کھا کر بغیر اس کے جبر و اکراہ کے
اپنی خوشی سے بطور ہبہ جس قدر چاہیں واپس کردیں تو سب کے لیے سراسر فائدہ ہے، اس کے لیے یہ کہ خدا کے
عذاب سے چھُوٹا اللہ تعالٰی کا قرض و فرض ادا ہُوا اور مال بھی حلال و پاکیزہ ہوکر واپس ملا، جو رہا وہ اپنے
جگرپاروں کے پاس رہا، ان کے لیے یہ فائدے ہیں کہ دنیا میں مال ملا عقبٰی میں اپنے عزیز مسلمان بھائی پر
ترس کھانے اور اسے ہبہ کرنے اور اس کے ادائے زکوٰۃ میں مدد دینے سے ثواب پایا، پھر اگر ان پر پُورا اطمینان
ہو تو زکوٰۃ سالہا سال کا حساب لگانے کی بھی حاجت نہ رہے گی، اپنا کل مال بطور تصدق انھیں دے کر قبضہ
دلا دے پھر وہ جس قدر چاہیں اسے اپنی طرف سے ہبہ کردیں، کتنی ہی زکوٰۃ اس پر تھی سب ادا ہوگئی اور سب
مطلب برآئے اور فریقین نے ہر قسم کے دینی و دنیوی نفع پائے، مولٰی عزوجل اپنے کرم سے توفیق عطا فرمائے
آمین آمین یا رب العالمین۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم۔

مسئلہ ۷۳: از شہر محلہ ملوک پور مرسلہ جناب سید محمد علی صاحب نائب ناظر فریدپور ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ
زکوٰۃ کس ماہ میں دینا اولٰی ہے یا یہ کہ زیور اور روپیہ کو جب پورا سال گزر جائے؟

الجواب

جب سال تمام ہو فوراً فوراً پُورا ادا کرے، ہاں اولیت چاہے تو سال تمام ہونے سے پہلے پیشگی
ادا کرے، اس کے لیے بہتر ماہِ مبارک رمضان ہے جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ستر
فرضوں کے برابر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴۲ از بنارس مسجد بی بی راجی متصل شفاخانہ مرسلہ مولوی حکیم عبدالغفور صاحب ۱۳۱۲ھ

ماقولکم ایھا العلماء (اے علمائے کرام! آپ کا کیا ارشاد ہے) دریں مسئلہ کہ زید پیشہ طبابت کرتا ہے اور کچھ گولیاں اس کے پاس ہیں کہ بحساب فی روپیہ ۴ گولیاں علی العموم بیماروں کو دیتا ہے لیکن لاگت اصل ۴ گولیوں کی ۴ پیسے ہے، جب مطب میں کوئی غریب مصرفِ زکوٰۃ آجاتا ہے تو ۴ گولی مذکور الصدر جس کی قیمت اصلی ۴ پیسے ہے دے کر ایک روپیہ ادائے زکوٰۃ میں شمار کرتا ہے، اس صورت میں بموجب اس کے خیال کے ایک روپیہ زکوٰۃ میں سے ادا ہوگا یا ایک آنہ جو لاگتِ اصلی ہے؟ بیّنوا توجّروا۔

الجواب

ہر چند ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے پیشہ کی چیز برضائے مشتری ہزار روپے کو بیچے جبکہ اس میں کذب و فریب و دغا نہ ہو مگر زکوٰۃ وغیرہا صدقاتِ واجبہ میں جہاں واجب شئی کی جگہ اس کی غیر کوئی چیز دی جائے تو صرف بلحاظِ قیمت جانبین ہی دی جاسکتی ہے،

فی التبیین لو ادی من خلاف جنسہ تعتبر القیمۃ بالاجماع[1] اھ وفی التتارخانیۃ عن التحفۃ الواجب فی الابل الانوثۃ حتی لایجوز الذکور الا بطریق القیمۃ[2] اھ وفی محیط الامام السرخسی فی صدقۃ الفطر ان دقیق الحنطۃ والشعیر وسویقھما مثلھما والخبز لایجوز الا باعتبار القیمۃ وھوالاصح[3] اھ الکل فی الھندیۃ۔

تبیین میں ہے کہ اگر شئی کے غیر جنس سے زکوٰۃ ادا کرنا ہو تو بالاتفاق قیمت کا اعتبار ہوگا اھ اور تاتارخانیہ میں تحفہ سے ہے کہ اونٹوں میں اگر مؤنث لازم ہے تو اب مذکر سے ادائیگی جائز نہیں مگر بطورِ قیمت اھ امام سرخسی کی محیط کے صدقۃ الفطر میں ہے کہ گندم و جَو کا آٹا اور ان کے ستّو ایک دوسرے کی مثل ہیں لیکن روٹی نہیں دی جاسکتی، ہاں قیمت کے اعتبار سے، اور یہی اصح قول ہے اھ مکمل تفصیل ہندیہ میں ملاحظہ کیجئے۔ (ت)

اور قیمت وہ کہ نرخ بازار سے جو حیثیت شئی کی ہو، نہ وہ کہ بائع اور مشتری میں اُن کی تراضی سے قرار پائے کہ وہ ثمن ہے،

---

[1] تبیین الحقائق باب زکوٰۃ المال مطبعہ کبرٰی امیریہ بولاق مصر ۱/۲۷۸

[2] فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ تاتارخانیہ الفصل الثانی فی الفروض نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۸۱

[3] ؍؍ ؍؍ محیط السرخسی الباب الثامن فی صدقۃ الفطر ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱/۱۹۱

فی ردالمحتار الفرق بین الثمن والقیمۃ ان الثمن ماتراضی علیہ المتعاقدان سواء زاد علی القیمۃ اونقص والقیمۃ ماقوم بہ الشیئ بمنزلۃ المعیار من غیر زیادۃ ولا نقصان[1]۔

ردالمحتار میں ہے کہ ثمن اور قیمت میں فرق ہے، جس پر متعاقدان راضی ہوجائیں وہ ثمن ہوں گے خواہ قیمت شیئ سے زائد ہو یا کم، بغیر کسی کمی و زیادتی کے شیئ کے معیاری عوض کا نام قیمت ہے۔ (ت)

تو اُن گولیوں کی بہ لحاظ نرخ بازار جس قدر مالیت ہواسی قدر زکوٰۃ میں مجرا ہوں گے اُس سے زائد دین الٰہی رہا کہ فوراً واجب الادا ہے، ہاں اگر زیادہ محسوب کرنا چاہے تو اس کی سبیل یہ نہیں بلکہ یُوں ہے کہ مصرف زکوٰۃ کو گولیاں ہبۃً نہ دے اس کے ہاتھ بیع کرلے، اب بیع میں اختیار رہے جو ثمن چاہے اس کی رضامندی سے ٹھہرالے اگرچہ شیئ کی حیثیت سے کتنا ہی زائد ہو بشرطیکہ مشتری عاقل بالغ ہو، اور اسے سمجھا دے کہ اگر تیرے پاس قیمت نہیں تو اس کا اندیشہ نہ کر میں خود اپنے پاس سے تجھے دے کر سبکدوش کردوں گا، اب مثلاً ۴ گولیاں ایک روپیہ کو اس کے ہاتھ بیچے وُہ خریدے اس کا ایک روپیہ اس پر دین ہوگیا پھر ایک روپیہ بہ نیت زکوٰۃ اسے دے کر قبضہ کرادے پھر اپنے آتے میں روپیہ اس سے واپس لے، اگر وُہ عذر کرے تو جبراً لے سکتا ہے کہ اتنے میں وُہ اس کا مدیون ہے، یوں اسے ۴ گولیاں مفت ملیں گی اور اس کی زکوٰۃ سے ایک روپیہ ادا ہوجائے گا،

فی الدرالمختار حیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکوٰتہ ثم یاخذھا من دینہ ولو امتنع المدیون مدیدہ واخذھا لکونہ ظفر بجنس حقہ[2]، واللہ تعالٰی اعلم۔

درمختار میں ہے کہ حیلہ جواز یہ ہے کہ آدمی اپنے مقروض فقیر کو زکوٰۃ دے پھر اس سے قرضہ وصول کرے، اگر مقروض نہ دے تو چھین لے کیونکہ وہ اپنے حق کی جنس پر قادر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۱۱۵: ازبمبئی ۹ ہوٹل آکریم مسئولہ شیخ امام علی صاحب رضوی ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک شخص نے کچھ زمین کسی زمیندار سے ٹھیکہ میں لی اس کے پاس دس ہزار روپیہ جمع کیا، میعاد ٹھیکہ کی مقرر نہیں، یہ طے ہوا کہ جس وقت روپیہ واپس کریں گے زمین ٹھیکہ سے نکال لیں گے اور اس شخص نے زمین سے نفع حاصل کرنے کی اجازت دی، اس روپیہ کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے اور کس طریقہ سے اس کی زکوٰۃ دی جائے؟

(۲) اگر ایک شخص کے پاس دس بیگھہ زمین کاشتکاری کی ہے اور وُہ پانچ بیگھہ زمین میں بارش سے غلہ

---

[1] ردالمحتار باب خیار الشرط مصطفی البابی مصر ۴/ ۵۷

[2] درمختار کتاب الزکوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۳۰

اگاتا ہے اور پانچ بیگھہ زمین کو کنویں یا دریائی پانی سے سینچ کر غلّہ پیدا کرتا ہے اور غلّہ صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ جو خاندان کے لیے کافی ہوتا ہے بچت نہیں، اس صورت میں اُس کے عشر اور زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر کسی شخص نے ایک دُکان میں دس ہزار روپیہ کا سامان یعنی میز کرسی اور برتن وغیرہ خرید کر گاہکوں کے استعمال کے لیے لگا دیا اور دُکان میں فروخت کی اشیاء روزانہ یا دوسرے تیسرے دن لا کر فروخت کرتا ہے تو اس دس ہزار روپیہ کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے اور روزانہ جو آمدنی ہوتی ہے اس کو اپنے خرچ میں لاتا ہے؟

الجواب

(۱) یہ کوئی صورت ٹھیکہ کی نہیں، ٹھیکہ میں نفع کے مقابل روپیہ ہوتا ہے نہ یہ کہ نفع لیا جائے اور واپسی زمین پر روپیہ واپس ہو جائے، یہ صورت قرض کی ہے اور زمین رہن ہے اور اس سے نفع لینا جائز نہیں اور اس کی زکوٰۃ اس روپے پر واجب، اگرچہ واجب الادا اس وقت ہوگی جب وُہ قرض بقدر نصاب یا خمس نصاب اُس کو وصول ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زکوٰۃ تو نہ غلّہ پر ہے نہ زمین پر، اگر سونا یا چاندی تمام حاجاتِ اصلیہ سے فارغ بقدر نصاب ہو اور سال گزرے تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور عشر بہرحال واجب ہے، مینہ کی پیداوار پر دسواں حصّہ اور پانی دی ہوئی پر بیسواں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جس دن وُہ مالکِ نصاب ہُوا تھا جب اُس پر سال پُورا گزرے گا اُس وقت جتنا سونا چاندی یا تجارت کا مال میز کرسی وغیرہ جو کچھ بھی ہو بقدر نصاب اس کے پاس تمام حاجات اصلیہ سے فارغ موجود ہوگا اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی، روزمرہ کے خرچ میں جو خرچ ہوگیا ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از کانپور محلہ فیل خانہ کہنہ مسئولہ سید محمد آصف صاحب ۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

حضور کے فتاوٰی جلد اول مطبوعہ   کے حاشیہ پر یہ عبارت ہے کہ:

"جس کے عزیز محتاج ہوں اسے منع ہے کہ انھیں چھوڑ کر غیروں کو اپنے صدقات دے، حدیث میں فرمایا: ایسے کا صدقہ قبول نہ ہوگا اور اللہ تعالٰی روزِ قیامت اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا۔" عزیز سے کون کون شخص مراد ہیں؟

الجواب

عزیزوں میں ذو رحم محرم مقدم ہیں پھر باقی ذو رحم، ان سے پھیر کر اجنبی کو صدقہ نہ دے۔ پھیرنے کے معنی کا صدق چاہیے، مثلاً گداگروں کو جو ایک آدھ پیسہ یا روٹی کا ٹکڑا دیا جاتا ہے کہ اپنے اعزّا کو نہیں دے سکتا، اور دے تو وہ نہ لیں گے، وُہ ان سے پھیر کر دینا نہ ہُوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم